بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظـــرات

مارچ کا شمـــارہ حـاضـر ہے۔ اس شمـارے کا پہلا مقالہ پروفیسـر ڈاکٹر خـالد علـوی کا ہے۔ جس میں انہوں نے رسـول اکـرم ﷺ کـی معـاشـی تعلیمـات کا جـائزہ لیا ہے، اس دور میں معـاشی مسـائل اور مختلف و متحارب معـاشی نظریات کـو جو اهمیت حـاصل ہے محتاج بیاں نہیں ۔ عملاً قابل قبول وهی فکـروفلسفه اور وهی نظـام یا نظریۂ حیات هو سکتا ہے جو اس مسئلے کا بہتـر حل پیش کرے۔ اس پہلو سے اسـلام کی برتری هم مسلمـانوں کا ایمـان ہے۔ لیکن جب تک اس دعـوے کو تقابلی مطالعے کے بعـد دلائل سے ثابت نہ کر دیا جائے ، اور عملـی نفـاذ کے ذریعے آنحضور ﷺ کی معاشی تعلیمـات کے ثمـرات کو محسوس شکل میں لوگوں کے سامنے نہ رکھ دیا جائے کسی مثبت نتیجے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ڈاکٹر علـوی نے اس اهم مسئلے کے اخـلاقی پہلو پر اسوۂ حسنه کے تناظر میں گفتگو کی ہے۔

سید فضل احمد شمسی کے طویل مقـالے کی تیسری اور آخری قسط بھی اس شمـارے میں شامل ہے۔ یہ خالصتاً ایک تحقیقی اور علمی موضوع تھا۔ جس کے مباحث میں عـام دلچسپی کا سامان کم تھا۔ البتہ اهل علم کے طبقے میں اس کی ضرور پذیرائی هوگی۔ ارباب دانش اس مبسوط مقـالے کا تنقیدی جائزہ لیکر اپنے خیالات مضمون کی شکل میں قلمبند کریں تو فکرونظر کے صفحات میں ان کا خیر مقـدم کیا جائے گا۔

" قـرآن کا تصور عدل " کوئی دقیق تحقیقی مقالہ نہیں پھر بھی بہت سے قارئین کیلئے افادیت کے نقطہ نظـر سے لائق مطالعہ ہے۔ قـرآن میں عـدل پر بہت زور دیا گیا ہے اور بے لاگ انصاف کا جتنا واضح تصور همیں قرآن میں ملتا ہے، انسانی ذهن کی پیداوار کتابیں تو ایک طرف قدیم صحائف آسمانی میں بھی اس

کی مثال مشکل ہے۔ یہ صحائف ایک تو اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں رہے ، دوسرے ان کا تعلق اس دور سے ہے جب انسانی معاشرہ ہنوز عہد طفولیت میں تھا اور اسی نسبت سے آسمانی ہدایات ابھی تشنۂ تکمیل تھیں . ڈاکٹر اصلاحی کے مقالے میں وزن پیدا ہو جاتا اگر وہ کچھ مزید کاوش کرکے قرآنی تصور عدل کا موازنہ قدیم صحائف سے کرتے ۔

جناب جسٹس شجاعت علی قادری کا مقالہ "امام ابوحنیفہ اور استحسان " ایک علمی مسئلے سے بحث کرتا ہے ۔ اس قسم کے مقالے پاکستان میں نفاذ شریعت کے عمل کو سمجھنے اور اس سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کی قدروقیمت کو متعین کرنے میں مدد دے سکتے ہیں ۔ فاضل مقالہ نگار نے قرآن ، حدیث اور فقہ اسلامی کے حوالے سے موضوع کی وضاحت کا اسلوب اختیار کیا ہے۔ انداز بڑی حد تک معروضی ہے۔ بلاشبہ مسلم نشاۃ ثانیہ کا خواب اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہمارے بالغ النظر علماء کسی خاص مکتب فکر کے دائرے میں محصور ہونے کی بجائے وسیع تر تناظر میں مسائل کا حل تلاش کرنے کی روایت کو نہیں اپناتے ۔ اور کسی فقہی مسلک کی وکالت کرنے کی بجائے قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق

(الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه)الزمر ۱۸

(جو بات پر کان دھرتے ہیں اور سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں) بے لاگ حق پرستی کو اپنا شعار نہیں بناتے ، جس کی بنیاد راست بازی ، صداقت اور حسن نیت پر ہو۔

(ادارہ)